رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱

شرح چندہ
سالانہ ......
ششماہی ......
سہ ماہی ......

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار مملکت

اڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلیشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ......
ششماہی ......
سہ ماہی ......

قیمت فی پرچہ (۲/)

جلد ۴ | یکم تیر ۱۳۵۳ ف | ۱۲ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ | ۶ مئی ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر ۱۷

وزیر ہند کی تقریر کے خلاف احتجاج

عام انتخابات کا مطالبہ

دفعہ ۹۳ قانون حکومت ہند کے تحت بعض صوبوں میں گورنروں کی حکومت کی مدت میں توسیع کے لئے پارلیمنٹ میں ایک تحریک پیش ہوئی جس کی تائید میں وزیر ہند مسٹر ایمری نے تقریر کی۔ اس تقریر پر ہندوستان کے ہر گوشہ میں تنقید کی گئی اور انتخابات کا عام طور پر مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اس مطالبہ کی تائید تمام سیاسی جماعتیں کر رہی ہیں جن میں کانگریس اور غیر کانگریسی جماعتیں اور مسلم لیگ بھی شامل ہے۔ وزیر ہند کی تقریر نے جو ہمیشہ کی طرح اشتعال انگیز تھی اس مطالبہ کو اور قوی بنا دیا ہے۔

وزیر ہند کا یہ ادعا کہ وہ حالات ابھی برقرار ہیں جن کی وجہ سے دفعہ ۹۳ کا اطلاق کیا گیا تھا اور یہ یقین آفرینی کہ اہل ہند کو تجاویز کرپس قبول کرنے اور ان کو روبہ عمل لانے کی آزادی حاصل ہے ہندوستان کی رائے عامہ کو مطمئن نہ کر سکی۔ کانگریسی لیڈروں کو رہا کرنے اور سیاسی تعطل کو دور کرنے کے لئے گفت و شنید شروع کرنے کے مطالبہ سے قطع نظر ہندوستان کے پانچ صوبوں میں گورنروں کی حکومت کو ختم کرنے کے مطالبہ میں دن بدن شدت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ مثلاً مسٹر راجگوپال اچاری کانگریس اور سیاسی تعطل سے قطع نظر کرکے ایک عملی صورت اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ بیان جو بار بار دہرایا جا رہا ہے کہ کرپس کی پیشکش ابھی موجود ہے عملی طور پر دکھایا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر برطانیہ کرپس کی تجاویز پر ابھی قائم ہے تو ان تجاویز کو موجودہ صوبہ واری مجالس مقننہ پر پیش کیا جائے۔ اگر ان مجالس مقننہ نے ان تجاویز کو مسترد کر دیا تو عام انتخابات کے ذریعہ ان تجاویز کو ووٹروں کے سامنے پیش کیا جائے۔

اس کی بہت کم توقع ہے کہ مسٹر راجگوپال اچاری کی یہ تجویز قبول کی جائے گی۔ یہ کوئی چھپی بات نہیں ہے کہ وزیر ہند نے موجودہ صورت حال میں عام انتخابات منعقد کرنے کے مسئلہ پر غور کرکے اس کو مسترد کر دیا۔ ورنہ وہ پانچ صوبوں میں گورنروں کی حکومت کو جاری رکھنے کی منظوری پارلیمنٹ سے حاصل نہ کرتے۔ اور نہ یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ان صوبوں کی مجالس مقننہ مسٹر راجگوپال اچاری کی عملی تجویز کو قبول کریں گی۔ اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ گجرات میں مجالس مقامی میں اکثریت کانگریسی نمائندوں کی منتخب کی گئی مگر ان نمائندوں نے کام کرنے سے انکار کر دیا تاوقتیکہ کانگریسی لیڈر رہا نہ کر دئے جائیں اور سیاسی تعطل کو دور کرنے کے لئے گفت و شنید شروع نہ کر دی جائے۔

یہ بات اب واضح ہو چکی ہے کہ ارباب مقتدرہ ہندوستان کے داخلی سیاسی مسئلہ کے تصفیہ کے لئے اس وقت تک آمادہ نہ ہوں گے جب تک کہ دو شرطیں پوری نہ ہوں۔ اول اس امر کی ضمانت کہ صوبوں میں نمائندہ حکومتوں کا قیام اور مرکز میں قومی حکومت کا نفاذ نہ صرف یہ کہ مساعی جنگ میں حائل نہ ہوگا بلکہ مساعی جنگ کو موثر طریقہ پر آگے بڑھائے گا۔ دوم یہ کہ ایسے عمل کو بار آور اور دیرپا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ صوبوں اور مرکز میں سیاسی جماعتوں میں مفاہمت ہو جائے۔ اول الذکر امر سے متعلق ضمانت دینے کے لئے کانگریس آمادہ نہیں ہے اور امر دوم کی نسبت مستقبل قریب میں کسی مفاہمت کی توقع نہیں۔

فرقہ واری مسئلہ کو حل کرنے کی جو مختلف کوششیں ہوتی رہی ہیں وہ اکثر عارضی طور پر بے نتیجہ ثابت ہوئیں۔ دہلی میں مسٹر راجگوپال اچاری اور مسٹر جناح کی گفتگو امید افزا نہیں رہی۔ اگرچہ مسٹر راجگوپال اچاری نے تردید کی ہے کہ گفتگو ٹوٹ گئی ہے تاہم انہوں نے اپنے اس بیان میں کہ دہلی کی گفتگو سے متعلق کوئی نئی بات کہی نہیں جا سکتی کوئی ترمیم کرنا پسند نہیں کیا۔ اس گفتگو کی تفصیلات شائع نہیں ہوئیں لیکن یہ کہا جا رہا ہے کہ مسٹر جناح مرکز میں کسی مشترکہ حکومت کی تجویز پر غور کرنے تیار نہیں تاوقتیکہ مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو ہندو غیر مشروط طور پر تسلیم نہ کرلیں اور استصواب رائے عامہ کے بغیر مجوزہ علاقوں میں مسلم ملکتوں کے قیام پر راضی نہ ہوجائیں۔ ہندو رائے عامہ اس تجویز کو کس حد تک قبول کرے گی یہ ایک مشکوک امر ہے۔ (ناظر آف انڈیا)

خطابِ تاجدارِ دکن

نظم از علامہ اقبالؒ

اس نظم کو جناب تصدق حسین صاحب تاج نے ہفتۂ اقبال کے سلسلہ میں نہایت آب و تاب سے شائع کیا تھا۔ یہ وہ نظم ہے جو علامہ اقبال کے کسی مجموعہ میں نہیں ملتی۔ عقیدت کیشانِ دولت آصفیہ کے لئے مقامِ مسرت ہے کہ اقبال جیسے شاعر و مفکر نے اس نظم میں شہریارِ دکن سے گہری عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ حضرت دکن کی شبیہِ مبارک اور علامہ اقبال کی تصویر سے مزین یہ نظم ۱۱ × ۱۷ سائز پر آبنوسی نقش و نگار کارڈ پر شائع کی گئی ہے۔ ملنے کا پتہ:- اسٹیشنری مارٹ چار مینار حیدرآباد۔ قیمت ۸/

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴	یکم ستمبر ۱۳۵۲ف	نمبر ۵

حیدرآباد میں مزدور طبقہ کا مستقبل

مزدور طبقہ کے معاشی حالات کا جائزہ لینے، ان کی مشکلات اور مجبوریوں کو رفع کرنے اور معیارِ زندگی کو بلند کرنے کے لئے اس کی ضرورت تھی کہ ایک کمیٹی ان جملہ مسائل پر غور کر کے ایسی سفارشات پیش کرتی جو مناسب اور قابلِ عمل ہوں۔ حکومت نے جس تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر کا اعلان کیا ہے ہمیں توقع ہے کہ وہ اس مقصد کو نہایت اچھے طریقہ سے پورا کرے گی۔ یہ کمیٹی حسبِ ذیل ارکان پر مشتمل ہے۔

(۱) مسٹر راجیندر ناتھ رکن عدالت العالیہ صدر نشین۔

(۲) ڈاکٹر انور اقبال قریشی پروفیسر معاشیات جامعہ عثمانیہ۔

(۳) مولوی حبیب الرحمن صاحب ناظم صنعت و حرفت۔

حسبِ ذیل امور کی تحقیقات اس کمیٹی کے سپرد کی گئی ہے۔

(۱) ممالک محروسہ کے مزدوروں اور خاص کر صنعتی مزدوروں کی اجرت، آمدنی، روزگار، رہائش اور معاشرت کے حالات سے متعلق مواد فراہم کرنا۔

(۲) وہ خطرات جن کے باعث ضروریاتِ زندگی کی بابت بے فکری حاصل ہونے نہیں پاتی۔

(۳) ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے بہترین تدابیر۔

(۴) صنعتی شکایات اور کارخانوں میں کام کے حالات۔

مولوی حبیب الرحمن صاحب اور ڈاکٹر انور اقبال قریشی مزدوروں اور سرمایہ داروں کے مفادات کے مابین جو بنیادی تصادم رہا ہے اس کے اسباب و علل نیز اس کے علاج سے بخوبی واقف ہیں۔ ایک معزز رکن عدالت العالیہ کی صدارت اس امر کی ضمانت ہے کہ دونوں طبقوں کے مابین انصاف کیا جائے گا۔ اب ضرورت اس کی ہے کہ یہ کمیٹی کسی نتیجہ پر پہونچنے سے قبل سرمایہ داروں اور مزدوروں کے نمائندوں کو اس بات کا موقع دے کہ وہ اپنے اپنے نقطۂ نظر کو اعداد و شمار اور دلائل و براہین کے ساتھ پیش کریں۔

اس واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سرمایہ دار طبقہ مزدوروں کی محنت اور جفاکشی سے اتنا استفادہ کر رہا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہے اور مزدوروں کو ان کی محنت کا وہ صلہ نہیں مل رہا ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اگر کمیٹی کی سفارشات میں اس صریح ناانصافی کو رفع کرنے کا اثر نہ ہو تو کمیٹی کا تقرر اور اس کی ساری محنت رائگاں جائے گی۔ گو ہمیں یقین ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ ممکن ہے کہ کمیٹی کی سفارشات مزدور لیڈروں کی مبالغہ آمیز توقعات کے مطابق نہ ہوں۔ تاہم حکومت کا یہ اقدام نہایت ضروری تھا اور توقع ہے کہ مفید ثابت ہوگا۔

بعض حلقوں میں اس کمیٹی کی تشکیل پر یہ اعتراض کیا جا رہا ہے کہ اس میں مزدوروں کا کوئی نمائندہ شریک نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں اگر مزدوروں کے نمائندے کو شریک کیا جاتا تو سرمایہ داروں کے نمائندے بھی اپنی شرکت کا مطالبہ کرتے اور ایسی صورت میں کمیٹی کے قیام کا مقصد یعنی غیر جانبداری کے ساتھ ساتھ منصفانہ طریقہ پر تحقیقات کرنا پورا نہ ہوتا۔ البتہ ہم یہاں کمیٹی کو یہ مشورہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ ہر اس شخص کو شہادت پیش کرنے یا بیان دینے کا موقع دے جو مزدور طبقہ کی نمائندگی کرتا ہے کسی مزدور لیڈر کو اس کے سیاسی عقائد کی بنا پر ایسے موقع سے محروم رکھنا مزدوروں کے حق میں ناانصافی ہوگی۔

حالیہ جنگ نے حیدرآباد میں بھی صنعتی ہلچل پیدا کر دی ہے۔ اور توقع ہے کہ تکمیل مابعد جنگ میں اس کی رفتار تیز تر ہو جائے گی۔ یہی وقت ہے کہ سرمایہ دار اور مزدوروں کے مفادات کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ حکومت کا یہ اقدام قبل از وقت ہے نہ بعد از وقت۔

غذائی نظم و نسق میں مرکزیت کی ضرورت

ہم نے اس سے قبل بھی عرض کیا ہے کہ غذائی نظم و نسق کی مشکلات کی وجہ یہ تھی کہ نظم و نسق ہنوز نیم مرکزی ہے۔ اس کی وجہ سے جو اطلاعات وقتاً فوقتاً وصول ہو رہی ہیں ان سے یہ ظاہر ہے کہ علاقہ خالصہ سے غلہ غیر خالصہ علاقہ جات میں پوشیدہ کیا جا رہا ہے اور وہاں چور بازار کی سرگرمیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ مرکزی اغذیہ کی دورہ کن کمیٹی نے یہ بیان ظاہر کی ہے کہ پائیگاہوں اور جاگیروں میں قوانین اغذیہ کو دوبارہ نافذ نہیں پوری طرح تعاون عمل نہیں کیا جا رہا ہے۔ اسی صورت میں مرکزی مجلس اغذیہ کے ایک جلسہ میں نواب صدر اعظم بہادر نے فرمایا کہ:-

"مجلس کی رائے حکومت کی اطلاعات کے بالکل مطابق ہے اور اس کا سبب ہے کہ جاگیروں کا نظم و نسق اس قدر ناقص ہے کہ بہترین ارادوں کے باوجود وہ حکومت کی غذائی پالیسی کو روبعمل نہیں لا سکتیں۔ ...... البتہ جاگیرداران موجودہ مشکلات کے بعد بھی باقی رہے لیکن یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہو سکے گا جب جاگیردار یہ محسوس کرنے لگیں کہ معاشرہ صرف ایسے عناصر کو برقرار رکھتا ہے جو مفید ہوتے ہیں۔"

نواب صدر اعظم بہادر کے اس ارشاد پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم رہبر دکن نے جاگیرداروں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے نظم و نسق کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کریں اور امراء و جاگیردار فوراً اپنی تشخیص کو اس جانب مبذول کریں۔ معاصر موصوف کے جو علاج تجویز کیا ہے اس کے زود اثر ہونے میں کلام ہے۔ اس مسئلہ میں ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ساری ذمہ داری ایک محکمہ پر عائد کی جائے تاکہ اس کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ فلاں علاقے نے ہمارے ساتھ تعاون عمل نہیں کیا۔ اس لئے غذائی مسئلہ حل نہ ہو سکا۔ جب تک عدم مرکزیت قائم رہے گی پائیگاہوں، صرف خاص اور جاگیرات کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ ساری خرابی کی ذمہ داری محکمہ رسد پر ہے اور محکمہ رسد یہ کہہ سکے گا کہ غیر خالصہ علاقہ جات نے تعاون عمل نہیں کیا۔ مرکزیت قائم ہو جائے تو ذمہ داری بالکلیہ محکمہ رسد پر عائد کی جا سکتی ہے۔ یہی ہماری سوچی ہوئی رائے ہے کہ سرکاری عہدیداروں سے غلہ کی خریدی کا کام احکام رسد کا نفاذ، ان کی نگرانی، مارکٹوں پر قابو رکھتے ہوئے ذخائر کی تلاش اور انہیں برآمد کرنے کے فرائض جملہ امور محکمہ رسد سے متعلق رہیں۔ اور عہدیدارانِ رسد کو غیر خالصہ علاقہ جات میں بھی ان امور کی نگرانی اور تنقیح کا اختیار حاصل رہے۔ جب تک ایسا نہ ہوگا یہ شبہ برابر باقی رہے گا کہ واقف کار اصحاب کی رائے ہے کہ غیر خالصہ علاقہ جات میں اجناس خوردنی کے کافی ذخائر پوشیدہ ہیں۔ ضرورت ہے کہ محکمہ رسد اس بیان کی صداقت کی تحقیق کا اختیار حاصل کرے۔

غذائی مسئلہ کیوں سلجھ نہیں رہا ہے!

(ایک واقف کار کے قلم سے)

یہ امر مسلمہ ہے کہ کسی ملک کا غذائی مسئلہ اس وقت تک اطمینان بخش طریقہ پر حل نہیں ہو سکتا جب تک کہ حکومت [illegible] صحافت اور عام رعایا کا تعاون حاصل نہ ہو۔ مخلصانہ تعاون اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب عوام غذائی مسئلہ کے ہر پہلو سے واقف کرائے جائیں اور انہیں یہ بتایا جائے کہ حکومت کیا کر رہی ہے۔ عوام کو کس قسم کا تعاون کرنا چاہئے اور کونسا طبقہ یا گروہ رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔ اس مضمون کی غایت یہ ہے کہ یہ ساری باتیں مع تشریح [illegible] تجاویز اور ان کے آسرے سے دیگر باشندگان ممالک محروسہ کو بتا دی جائیں۔

عام حالات میں بجز اس کے کہ کسی حصہ ملک میں شدید قسم کا قحط پڑے حیدرآباد بحیثیت مجموعی غذائی اجناس کی حد تک [illegible] خاص پیداوار کرنے والا ملک رہا ہے۔ گیہوں اور چاول درآمد کیا جاتا تھا اور جوار، باجرہ، مکئی، [illegible] اور دالیں برآمد کی جاتی تھیں، برآمدات کی مقدار درآمدات کی مقدار سے زائد ہوتی تھی۔

جنگ کے بعد سے درآمدات کی مقدار بہت گھٹ گئی ہے اس لئے حکومت سرکار عالی نے بلا اجازت برآمدات کو روک دیا اور یہ طے کیا کہ پیداوار کا وہ حصہ جو [illegible] حیدرآباد کمرشل کارپوریشن کے توسط سے برآمد کیا جائے جو زائد از ضرورت ہو۔ اس حکم کے باوجود سرحدی مقامات سے ساہوکاروں اور سرمایہ داروں اور کاشتکاروں نے غلہ کی برآمد غیر قانونی طور پر جاری رکھی جس کی روک تھام کے لئے فوجی دستے متعین کئے گئے اور اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ غیر قانونی برآمدات کی مقدار بڑی حد تک گھٹ گئی ہے۔

برآمدات پر قابو پا لینا ہی اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کافی نہیں تھا کیونکہ ملک کی غذائی پیداوار پوری طرح بازاروں میں نہیں لائی جا رہی تھی۔ [illegible] بڑے کاشتکار اور ساہوکار من مانے نفع کمانے کی حرص میں اجناس کو پوشیدہ طریقہ سے ذخیرہ کر رہے تھے۔

تاجروں، بڑے کاشتکاروں اور ان کے ذی اثر خاندانوں کو مختلف طریقوں سے سمجھایا گیا کہ غلہ کو چھپانا اس کے [illegible] جو عوام کی قوت خرید سے باہر ہوں انسانیت کے خلاف ایک [illegible] مگر روپیہ کی محبت [illegible] پر غالب رہی کہ ان مشوروں کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ مجبوراً حکومت نے دو احکام نافذ کئے (۱) حکم نگرانی اجناس جو عام طور پر اعلان نشان (ھ) کے نام سے موسوم ہے (۲) حکم فراہمی سواد ذخائر اجناس جو چند ہفتہ قبل تک اعلان نشان (۱۰) کے نام سے موسوم تھا لیکن اب اعلان نشان (۱۰) کی صورت میں نافذ ہے۔ ان احکام کا منشاء یہ ہے کہ اجناس خوردنی کے ذخائر، ان کے محل وقوع اور ان کی نقل و حرکت سے حکومت باخبر رہے۔

محض ان احکام کے ذریعہ حکومت کے لئے غلہ کی تجارت پر موثر قابو حاصل کرنا ممکن نہ تھا اس لئے حکومت نے یہ کیا کہ کاشتکار سے اس کی پیداوار کا کچھ حصہ نقد قیمت ادا کر کے راست خرید لے۔ یہ تجویز مشترکہ ادائی حصہ پیداوار کی اسکیم یا "لیوی" اسکیم کے نام سے موسوم ہے۔ دیہاتوں میں اس اسکیم کو غلہ فراہمی کنٹرول اسکیم کہا جاتا ہے اور جو غلہ کاشتکار سرکار کو فروخت کرتا ہے اس کو کنٹرول کا غلہ کہا جاتا ہے۔ حکومت اس غلہ کو تعلقہ کے مرکزی گودام میں جمع کرتی ہے۔ اگر قرب و جوار میں کسی مقام کے ساہوکار عوام کو پریشان کرنے یا ان سے زائد دام حاصل کرنے کی نیت سے غلہ کی تجارت بند کر دیں تو حکومت فوراً اپنے ذخائر سے رعایا کو غلہ فراہم کرتی ہے اور ان کے بعد ایسے تاجروں یا ساہوکاروں سے باز پرس کرتی ہے۔ سرکاری ذخائر کا دوسرا منشاء یہ ہے کہ اگر [illegible] مقامی ضروریات سے زائد ہو تو اس کو اندرون ممالک محروسہ کسی ایسے مقام پر روانہ کرے جہاں اس کی ضرورت ہو۔

ذخائر کا علم حاصل کرنے کے بعد [illegible] کر کے اور پیداوار کے ایک حصہ کو اپنے قبضہ میں لے کر حکومت نے ان قیمتوں کا اعلان کیا جن سے زائد قیمت پر اجناس فروخت کرنا قانون کی نظر میں جرم قرار دیا گیا۔ ماہ رواں میں جن قیمتوں کا اعلان کیا گیا تھا ان میں اب کاشتکاروں کی مزید سہولت کے لئے کچھ اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس اضافہ کا منشاء یہ ہے کہ مال کو ذخیرہ کرنے یا خفیہ طور پر اس کو برآمد کرنے کے لئے کوئی معاشی محرک باقی نہ رہے۔

چونکہ سال حال کی فصل بحیثیت مجموعی توقع کے مطابق نہیں رہی اس لئے حکومت سرکار عالی نے حکومت ہند کو مطلع کر دیا ہے کہ اس سال اجناس خوردنی کی برآمد کا [illegible] حکومت ہند نے بھی حیدرآباد کے اس فیصلہ کو [illegible] کر لیا ہے۔

حکومت حیدرآباد نے برآمدات کو روکنے کے علاوہ ایسی تدبیریں بھی اختیار کی ہیں جو غلہ کی پیداوار میں اضافہ کا باعث ہوں مثلاً افتادہ اراضی کو زیر کاشت لانا۔ بہتر کھاد اور تخم کی فراہمی اور تقسیم۔ ان کاشتکاروں کے ساتھ رعایت جو غیر غذائی اجناس کے بجائے غذائی اجناس کی کاشت کریں وغیرہ۔

اگر غلہ کے بڑے تاجروں یا بڑے کاشتکاروں کی اکثریت انسان دوست اور نیک نیت ہوتی تو تمام سرکاری اقدامات غذائی مسئلہ کے تشفی بخش حل کرنے کے لئے کافی ہوتے مگر زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی حرص نے اس طبقہ کی اکثریت کو اپنے اخلاقی اور وطنی فرائض سے اس درجہ غافل کر دیا ہے کہ وہ قانون کی زد سے بچنے کے لئے ایک جانب حکومت کی غذائی پالیسی کو غلط طریقہ پر سادہ لوح اور چھوٹے کاشتکاروں میں پیش کر کے ان کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری جانب کم تنخواہ یاب ملازمین کو بددیانتی پر آمادہ کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

ساہوکار کی جانب سے پہلی کوشش یہ کی گئی کہ لیوی کا غلہ [illegible] نہ ہو۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ کوشش [illegible] ہوتی نظر نہیں آتی تو اس طبقہ نے سرکاری گوداموں کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینے کی درخواست کی۔ جب یہ درخواست منظور ہوئی تو انہوں نے کاشتکاروں کا لایا ہوا غلہ غلط تول کر اس کے دام کم مقرر کر کے کاشتکاروں کو پریشان کیا اور ان ساری خرابیوں کی ذمہ داری حکومت کے سر تھوپنے کی کوشش کی۔ جب ان کی یہ کوشش بھی کارگر نہ ہوئی تو دوسرا حربہ جو انہوں نے اختیار کیا یہ تھا کہ کسی طرح سرکاری ذخائر جلد سے جلد ختم ہو جائیں لیکن سرکار نے طے کر لیا تھا کہ اگر ملک کی غیر زرعی آبادی کو غلہ فراہم کرنے کی ذمہ داری سرکار ہی کو اٹھانی پڑے تو [illegible] ذخائر کو ختم ہونے کے بغیر یہ فرض انجام دیا جائے گا۔ جب ساہوکاروں نے دیکھا کہ لیوی کے ذخائر جون کے [illegible] ہیں تو انہوں نے یہ پروپگنڈہ شروع کیا کہ سرکاری ذخائر خراب ہو رہے ہیں [illegible] کیڑے لگ رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس پروپگنڈے کو ناکام دیکھتے [illegible] حکومت کو کوئی زیادہ دیر نہ لگی۔ اس کے بعد انہوں نے اس خیال کا پرچار شروع کیا کہ سارا غلہ فوجی اغراض کے لئے فراہم کیا جا رہا ہے۔ جب حکومت نے برآمدات کے روک دینے کا اعلان کیا تو انہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ممالک محروسہ میں جو [illegible] متعین ہیں ان کے غلہ کی سربراہی حیدرآباد سے کی جا رہی ہے۔ حکومت نے اس غلط بیانی کی بھی موثر تردید کر دی۔ ساہوکاروں کا ایک اور ہتھکنڈہ یہ تھا کہ ایک ضلع کا مال دوسرے ضلع میں یا علاقہ خالصہ کا مال غیر خالصہ علاقہ جات میں چھپا دیں تاکہ ذخائر کا سراغ لگانے میں عہدہ داروں کی کوشش [illegible] اور [illegible] ہو جائے۔ اس کے انسدادی تدابیر بھی اختیار کئے جا رہے ہیں۔

"باتیں کم اور کام زیادہ"

از جناب مولوی عبدالحق صاحب معتمد انجمن ترقی اردو (ہند)

زبانیں کہاں سے آئیں، کیسے بنیں، ایک طویل اور پیچیدہ بحث ہے اور اس وقت ہماری بحث سے خارج۔ البتہ اردو کہاں سے آئی اور کیسے آئی، یہ ہم بتا سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کی عمر چھ سات سو سال سے زیادہ نہیں۔ اسے قدرت، انسانی ذوق اور انسانی ضروریات نے بنایا۔

کبھی آپ کسی قدیم جنگل میں چلے جائیے وہاں آپ کو تناور اور گرانڈیل درخت، چھوٹے بڑے بوٹے اور طرح طرح کی بیلیں، پھولوں کے تختے، قسم قسم کی گھاس، جڑی بوٹیاں وغیرہ نظر آئیں گی۔ آپ درختوں میں پھل بھی لگے دیکھیں گے۔ بہت سے ایسے جنہیں ہم جانتے ہیں مثلاً کیلے، انجیر، آم وغیرہ اور بہت سے ایسے جو ہم نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔

اس کے بعد کسی اچھے باغ میں جائیے۔ یہاں بھی سایہ دار اور ثمردار درخت اور خوش نما پھول اور بیل دیکھنے میں آئیں گے۔ یہ سب چیزیں باغوں اور چمنوں کی زینت ہیں جنگل سے آئی ہیں۔ لیکن انسان نے اپنی عقل و تمیز سے ان میں حیرت انگیز گلکاریاں کی ہیں۔ ایک آم ہی کو لیجئے۔ ایک جنگل کا آم ہے، دوسرا باغ کا آم۔ دونوں کے ذائقے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ انسان نے اپنی محنت سے ان میں طرح طرح کی رنگا رنگی کی ہے۔ قلم باندھ کر بے شمار قسمیں بنائیں اور ان میں لطافت، خوشبو، ذائقہ اور لذت پیدا کی۔ اول اول یہ سب کچھ اس ذوق کی بدولت میسر آیا۔ پھر تجارت نے اسے ابھارا۔ شوق اور تجارت نے مقابلے اور مقابلے نے کشمکش پیدا کی۔ کشمکش سے جو نباتی، حیوانی اور انسانی موجودات کی ہر چیز کی بقا اسی کشمکش پر ہے۔

قریب قریب یہی حال ہماری اردو زبان کا ہے۔ جس وقت یہ وجود میں آ رہی تھی کسی کو اس کا علم تک نہ تھا۔ احساس تک نہ تھا کہ کوئی نئی زبان بن رہی ہے۔ البتہ قدرت یعنی تقاضائے وقت اپنا کام کر رہا تھا۔ قدرت کے قانون عجیب و غریب اور پُراسرار ہوتے ہیں۔ وہ اپنا کام چپ چاپ کئے جاتے ہیں خواہ کسی کو خبر ہو یا نہ ہو۔ انسانی معاملات میں یہ عجیب بات ہے کہ جو چیز سب سے قریب ہوتی ہے اس پر سب سے بعد نظر پڑتی ہے۔ جب ہم عربی فارسی پر فریفتہ تھے اور ان کی تصانیف اور کلام کے مزے لے رہے تھے۔ غریب اور حقیر بولی نے چپکے چپکے ہمارے گھروں، بازاروں، اخباروں اور لشکروں میں گھر کر لی تھی۔ ہم نے اسے غریب اور حقیر اس لئے کہا کہ اس وقت یہ بازاری اور عامیانہ زبان کہی جاتی تھی اور اہل ادب اور اہل ذوق اسے منہ نہیں لگاتے تھے۔ جہاں تک ملک اس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ جب دارالحکومت دہلی کی آس پاس کی بولی پر فارسی کی قلم لگی تو یہ وجود میں آئی۔ کسی نے دانستہ قلم نہیں لگائی اور نہ کسی جماعت اور انجمن نے یہ مشورہ دیا۔ یہ قدرت کے کام تھے۔ وقت کی بات تھی۔ وقت کا تقاضا اٹل ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ جو زمانے کی ضرورت اور حالات کے مناسب ہو سکتا ہے وہی ہو کے رہتا ہے۔ اس وقت اس کی ضرورت تھی۔ بولیاں اور موجود تھیں لیکن وہ سب مقامی اور محدود تھیں۔ حکومت کی وسعت کے ساتھ ایک عام اور وسیع زبان کی ضرورت تھی اور وہ صرف قلم لگنے ہی سے پیدا ہو سکتی تھی اور اس قلم لگنے میں فاتح اور مفتوح دونوں شریک تھے۔ جب اس نئی زبان کی بو باس اور رسیلے پن سے لوگوں کے کام و دہن آشنا ہوئے تو اس کا چرچا پھیلا۔ فقرا اور صوفی، سوداگر اور پیشہ ور، لشکری اور بازاری اسے روز روز برتنے لگے اور یہاں تک مقبول ہو گئی۔ آخر کار جب یہ عام اور عوام کی بولی بول چال سے نکل کر مسند ادب و دانش تک پہنچی تو پہلی بار اسے نام کا شرف بخشا گیا یعنی ریختہ کہلائی اور بعد میں اردو سے موسوم ہوئی جو اب اس کا عام اور مقبول نام ہے۔

اہل ذوق نے اسے سر آنکھوں پر رکھا۔ شعرا نے شعر و سخن کی محفلیں گرم کیں۔ فقرا اور صوفیا کی تلقین، واعظوں کے وعظ، بحث اور مناظرے سب اسی میں ہونے لگے۔ مصنفین اور مولفین نے کتابیں، مترجمین نے ترجمے اور افسانہ نویسوں نے افسانے اسی میں لکھنے شروع کئے۔ اس وقت فارسی کا بول بالا تھا۔ اس سے اس کا مقابلہ ہوا۔ مقابلے میں فارسی کی ہار اور اردو کی جیت ہوئی۔ فارسی کو ہٹا کر دفتروں اور عدالتوں تک جا پہنچی۔ مدارس میں داخل ہوئی۔ ذریعہ تعلیم بنی۔ اخبار، رسالے جاری ہوئے۔ بہت سی انجمنیں اور ادارے اس کی حمایت اور اشاعت کے لئے قائم ہوئے۔ علم و ادب نے ترقی اور علوم و فنون میں کتابیں لکھی جانے لگیں۔ غرض بڑے اقتدار سے سارے ملک پر چھا گئی۔ اور ہندوستان کی مشترکہ اور عام زبان مانی جانے لگی۔ اردو کی یہ حیثیت ذاتی قدر و قیمت اور کشش سے حاصل ہوئی اور اب بھی انہی کے بدولت ہوگی۔

یہ ایک دن کا کام نہ تھا۔ اس میں صدیاں لگیں۔ یہ ہمارے بزرگوں کی انتھک، ہر قوم و ملت کے لوگ تھے، مسلسل مشقت اور محنت، کوشش اور جانکاہیوں اور قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ یہ اردو کے سچے حامی تھے۔ یہ ہمارے لئے بے بہا سرمایہ چھوڑ گئے ہیں جس کے ہم وارث ہیں۔ جو لوگ بزرگوں کے ورثے کو قائم رکھتے اور ترقی دیتے ہیں وہ سپوت کہلاتے ہیں اور جو اس سے غفلت برتتے اور تلف کرتے ہیں وہ کپوت یعنی ناخلف ہیں۔ ہم ان بزرگوں کا ذکر خیر سے کرتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے ایسا عظیم الشان کام کیا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا نام بھی نیکی سے یاد کیا جائے تو ان کی مثال اپنے سامنے رکھئے۔ ہم پر بڑی ذمہ داری ہے اس لئے کہ وقت نازک اور سخت ہے۔ اردو یوں ہی ایسی شیریں، وسیع اور ہمہ گیر زبان نہیں بن گئی۔ اس نے بڑی بڑی جنگیں اور آفتیں جھیلیں ہیں۔ پچھلے برسوں مقابلے کئے ہیں۔ اس نے دیسی بولیوں کو پچھاڑا، اس لئے کہ وہ مقامی اور محدود تھیں۔ اس نے فارسی کو نکالا اس لئے کہ وہ غیر تھی۔ اس نے دوسری بولیوں پر فضیلت حاصل کی اس لئے کہ اس میں ہندو مسلمان دونوں کی تہذیب اور دونوں کے اتحاد کی جھلک تھی۔ اور اس لئے کہ اس کے چاہنے والوں نے اس کے سنوارنے بنانے اور ترقی دینے میں دل و جان سے جد و جہد کی اور اپنی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اب پھر وہی چال آ پڑی ہے۔ اشد ضرورت ہے کہ پہلے سے زیادہ جد و جہد اور سعی کی جائے۔ اردو کو جو حیثیت اور اہمیت حاصل ہو چکی ہے اسے قائم رکھنا حامیان اردو کا فرض ہے۔ اگر ہم نے اسی ہمت اور حوصلے سے کام لیا جو بزرگوں کا شیوہ تھا تو ہماری جیت جاری ہے۔ دل میں لگن ہو اور نیت میں خلوص تو آدمی کیا کچھ نہیں کر سکتا۔

اکثر لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہم اردو کے لئے کیا کام کریں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا جو چیز سب سے قریب ہوتی ہے اس پر نظر نہیں پڑتی۔ کام کے لئے بہت وسیع میدان ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک اس کے علم و ادب میں اضافہ اور ترقی، دوسرا زبان کی اشاعت۔ جن لوگوں کو قدرت نے صلاحیت عطا کی ہے (بشرطیکہ ان کا صحیح اندازہ کیا گیا ہو) وہ علمی اور تحقیقی کام کریں۔ جن میں یہ استعداد نہیں وہ اشاعت میں کوشش کریں۔ اردو کتابیں اور رسالے پڑھیں۔ دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔ گھروں میں خاص کر لڑکیوں اور عورتوں کو اردو پڑھائیں۔ اردو بولیں۔ خط اردو میں لکھیں۔ نام کی تختیاں اردو میں ہوں۔ حساب و کتاب اردو میں لکھا جائے۔ جہاں اردو کے حق میں ناانصافی ہوتی ہو اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔ ان لوگوں کو پڑھائیں جہاں اردو کا رواج کم ہو وہاں اسے رواج دیں۔ جو ادارے اردو کی ترقی و اشاعت کا کام کر رہے ہیں ان سے تعاون کریں۔ ان کی مدد کریں۔ غرض اس قسم کے سینکڑوں کام ہیں جو ہر شخص اپنی بساط اور حالات کے مطابق کر سکتا ہے۔ اردو کے متعلق ایک بہت پرانا اور پامال اور فرسودہ مقولہ ہے۔ ہم باور کرنے کے قائل ہیں۔ والے دوسرے لکھنے جس کسی نے یہ مقولہ بنایا تھا وہ بڑا دانش مند تھا۔ اس کی عقل مندی اس ترتیب میں ہے جو اس نے قائم کی ہے۔ سب سے مقدم وہ ہے کہ کہا ہے یعنی پڑھنا۔ پڑھنا بڑی مشکل ہے لیکن لکھنا بھی کچھ آسان نہیں۔ اس مشکل کو آسان کیجئے، پڑھنے کی عادت ڈالئے

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

بنگال میں نعرۂ اتحاد کی اصل حقیقت

مسئلۂ غذا کے پیچھے سیاسی محرکات

۲۰ فروری کو بنگال اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتے ہی مسٹر سانیال نے کانگریس کی جانب سے ایک تحریک التوا پیش کی جس میں اس مسئلہ پر بحث کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا کہ غلہ فراہم کرنے کے سلسلے میں حکومت نے کلکتہ کے چند بیوپاریوں کو سرکاری ایجنٹ مقرر کیا ہے۔ چاول کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے۔ مسٹر سانیال نے یہ شکایت کی کہ بااثر اور تجربہ کار مقامی بیوپاریوں کو سرکاری ایجنٹ مقرر نہیں کیا گیا لیکن حیرت یہ ہے کہ کسی ایک کانگریسی ممبر نے بھی راشن بندی، قیمتوں پر کنٹرول اور ذخیرہ بازوں کے خلاف جدوجہد جیسے اہم مسائل کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ در اصل اسمبلی میں وہ بنگال کے عوام کی نہیں بلکہ چھوٹے ذخیرہ بازوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔

غذائی مسئلے کو غلط طریقہ پر سمجھنے کا نتیجہ یہی ہوتا کہ نکتہ چینی تعمیری پہلو کے بجائے تخریبی راستہ اختیار کرے۔ چنانچہ بنگال اسمبلی میں بھی یہی ہوا کہ کانگریسی رہنماؤں کی تمام کوششیں مخالف پارٹیوں کو متحد کرنے میں صرف ہوئیں تاکہ لیگی وزارت کا تختہ الٹ جائے۔ کوشش وہ یہی سمجھتے کہ لیگی وزارت ختم ہونے کا مطلب آئین ہند کی دفعہ ۹۳ کا نفاذ اور گورنری راج ہے۔

مہاسبھا کے لیڈر ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی نے بھی اسمبلی میں خوب خوب جوہر دکھائے لیکن ان کی تقریر بدکلامی تھی۔ انھوں نے لیگی وزارت پر یہ الزام لگایا کہ اس نے عوام سے زبردستی غلہ حاصل کیا ہے اور اب اس پر شیخی بگھارتی ہے۔ واقعات اس الزام کی تردید کرتے ہیں۔ وزارت بنگال نے جنوری میں غلہ فراہم کرنے کی صرف اسکیم بنائی تھی۔ اس نے اس وقت تک سرکاری ایجنٹ بھی مقرر نہیں کئے تھے۔ ایک طرف شیاما پرشاد نے وزارت پر زبردستی غلہ حاصل کرنے کا الزام لگایا اور دوسری طرف انھوں نے یہ کہہ کر خود اپنی تردید کر دی کہ سرکاری ایجنٹ غلہ خریدنے میں دیر کر رہے ہیں اور غلہ ذخیرہ بازوں کے ہاتھ میں پہنچ رہا ہے۔

ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی نے ان ذخیرہ بازوں کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا [illegible] غذا بازار سے [illegible] انھوں نے [illegible] کا مطالبہ ہے [illegible] ذخیرہ بازوں کے [illegible]

وزارت کی [illegible]

سو مسٹر سہروردی نے بے معنی اعتراضات کا جواب نہ دے کر گلو خلاصی کر لی۔ انھوں نے کہا کہ آزاد تجارت کا راستہ ہرگز بند نہیں کیا گیا ہے بلکہ وہ خود اسی پر عمل کر رہے ہیں۔ انھوں نے حقیقت کا اظہار کر دیا اور مخالفین کو ان کی نکتہ چینی کا جواب مل گیا۔ مسٹر سہروردی نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ یہ ڈینگ بھی ماری کہ بنگال میں غذائی حالت بدتر نہیں ہو رہی ہے۔ تحریک التوا کثرت رائے سے نامنظور ہو گئی۔

بنگال اسمبلی میں غذائی مسئلہ پر یہ بحث خصوصیت سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ بنگال کی کانگریس نے خوب سمجھ لیا ہے کہ غذائی حالات قابو سے باہر ہوتے جا رہے ہیں وہ اپنی ذمہ داریوں سے بری ہونے کے لئے لیگی وزارت کو مدد تو کیا بگاڑ بنانے کی فکر میں ہے۔ وہ اسمبلی میں اپنی موجودہ اکثریت کے زعم میں پارٹی بندی نہیں چھوڑنا چاہتی۔ ان حالات سے شیاما پرشاد مکرجی پوری طرح فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیگی وزارت ختم کرنے کے لئے اسمبلی کے یورپین ممبروں سے ملی بھگت کی ہے۔ چنانچہ ۱۲ مارچ کو جب اسمبلی میں غذا کے مسئلے پر دوبارہ بحث چھڑی تو انھوں نے وزارت پر دل کھول کر نکتہ چینی کی اور کہا کہ صوبے کے اکثر ضلعوں میں کال کی ذمہ داری وزارت [illegible] ہے۔ تقریر کے آخر میں وہ وزارت کے خیر خواہ بنتے ہوئے اور فرمایا کہ اگر آپ اور آپ کی جماعت [illegible] قائم رہنے کے لئے اپنے اختلافات ختم نہیں کرتے تو بنگال کا تباہ ہونا لازمی ہے۔ ڈاکٹر مکرجی کی زبان سے یہ الفاظ سن کر لوگ حیرت زدہ ہوئے لیکن جب [illegible] انھوں نے یورپین ممبروں کے متعلق [illegible] اور غیر مقبول ہیں۔ تو معلوم ہو گیا [illegible] یورپین ممبروں کے ساتھ [illegible] جانب سے [illegible] ممبروں سے [illegible] کی آج [illegible] حکومت کی ضرورت ہے [illegible] کی نمائندہ [illegible] کے بارے میں ڈاکٹر مکرجی [illegible] وزارت کے [illegible] سے ناجائز فائدہ اٹھایا [illegible] ذخیرہ بازوں کو [illegible] یورپین ممبران سے [illegible]

یہ ہے کہ وہ لیگی وزارت ختم کرنے کے لئے مکرجی کا ساتھ دیا۔ بنگال اسمبلی میں وزارت کے حامی ممبروں کی تعداد ۱۱۱ اور مخالف جماعتوں کی ۱۰۰ ہے۔ ۳۰ یورپین ممبر وزارت کے ساتھ ہیں۔ یہ اعداد و شمار ڈاکٹر مکرجی کی موجودہ سیاست اور ان کی جنگ و جدل کی قلعی کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ کانگریسی رہنماؤں کے بے سود اعتراضات، لیگی وزارت کی خوش فہمی اور ڈاکٹر شیاما پرشاد کی موقع پرستی کا نتیجہ بنگال میں دوسرے بڑے قحط کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

(قومی جنگ)

مچھلیوں کی افزائش

حیدرآباد ۲۰ خورداد۔ معلوم ہوا ہے کہ نظام ساگر [illegible] میں مچھلیوں کی افزائش کی ایک اسکیم حکومت کے زیر غور ہے۔ اس اسکیم کے تحت نظام ساگر، [illegible] اور [illegible] میں کام کیا جائے گا۔ یہ اسکیم [illegible] سال کے لئے منظور کی جائے گی جس پر ۲۴ ہزار تین سو [illegible] روپے کے خرچ کی توقع کی جا رہی ہے۔

اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ ملکی مچھلیوں کی افزائش کی جائے تاکہ [illegible] اس کے علاوہ اس اسکیم کا مقصد یہ بھی ہے کہ [illegible] کو بھی افزائش کی سہولتیں مہیا کی جائیں تاکہ وہ اپنے پیشے کے ساتھ ساتھ اس کو بھی جاری رکھ سکیں اور اس طرح ان کے لئے بھی اچھی غذا مہیا ہو سکے۔

اس اسکیم میں تجویز کی گئی ہے کہ خانگی طور پر ماہی پروری کرنے والوں کو چند شرائط کے ساتھ کاروبار آغاز کرنے کے خیال سے دو ہزار روپے منظور کئے جائیں جس سے انہیں محکمہ [illegible] کو ہر سال چھوٹی چھوٹی مچھلیاں مہیا کرنا پڑے گا اور اس طرح محکمہ [illegible] کو بھی اس کی اجازت دی جائے گی کہ وہ کسی خانگی ماہی پروری اور [illegible] کے لئے [illegible] کرے۔ (اپ)

غیر موسمی بارش سے فصلوں کو معمولی نقصان

[illegible]

[illegible]

حکومت امید کرتی ہے کہ حیدرآباد میں غلہ کی قیمتوں میں اضافہ کر کے ان کو [illegible] کی قیمتوں کے معیار پر لے آنے سے غلہ کی ذخیرہ بندی اور اس کی ناجائز [illegible] بند ہو جائے گی اور اس طرح [illegible] غذائی صورت حال [illegible] کی آئندہ فصلوں [illegible]

[illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

یوم اقبال کے ایک جلسہ میں جس وقت مسز حفیظ شریفی پردہ کو پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے تقریر کر رہی تھیں اور سب ان کی تقریر قریب الختم تھی ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ مردوں کے مجمع میں عورتوں کا تقریر کرنا ہماری روایات کے خلاف ہے۔ اس اعتراض کا مسز حفیظ نے یہ جواب دیا:

"حضرات محترم! کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم خواتین بے پردہ ہو کر آپ کے سامنے آئیں۔ جہاں تک میرے طریق عمل کا تعلق ہے میرے لئے امہات المومنین اور قرون اولیٰ کی دوسری مسلم خواتین کا نقش قدم مشعل راہ ہے جنہوں نے شرعی پردہ میں رہ کر گرانقدر اسلامی خدمات انجام دیں۔ میں نے ہمیشہ جلسوں میں حتیٰ کہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے بھی مشہور مسلم اکابر کی صدارت میں تقریریں کیں اور کوئی معترض نہ ہوا۔"

مسز حفیظ کے اس جواب کا حاضرین جلسہ نے تالیوں کی گونج میں خیر مقدم کیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ معترض کا عقیدہ متزلزل ہو گیا ہے۔

اس جلسہ میں قائد ملت بھی موجود تھے مگر ہمیں یہ معلوم کرنے کی حسرت ہی رہ گئی کہ اس مسئلہ میں قائد ملت کی کیا رائے ہے! علامہ اقبال نے فاطمہ بنت عبداللہ کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایک عرب لڑکی ۱۹۱۲ء کی جنگ طرابلس میں غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی شہید ہوئی۔ اس نظم کے چند اشعار یہ ہیں:

فاطمہ! تو آبروئے امت مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے
یہ سعادت حور صحرائی! تری قسمت میں تھی
غازیان دیں کی سقائی تری قسمت میں تھی
یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر
ہے جسارت آفریں شوق شہادت کس قدر!
رقص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے!
ذرہ ذرہ زندگی کے سوز سے لبریز ہے!
ہے کوئی ہنگامہ تیری تربت خاموش میں
پل رہی ہے ایک قوم تازہ اس آغوش میں

ہم قائد ملت سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ اسلامی روایات کے اس تصور سے جو اقبال نے اس نظم میں پیش کیا ہے اتفاق کرتے ہیں یا اختلاف؟ اگر قائد ملت کو اس سے اتفاق ہے تو انہوں نے مسز حفیظ کی جانب سے خود اس اعتراض کا جواب کیوں نہیں دیا۔ ان کا تماشائی بن جانا بہت معنی خیز ہے۔ ہم "ترجمان ملت" کا جواب سننا نہیں چاہتے۔

درحقیقت یہ افسوسناک واقعہ ہندوستانی مرد کی اس ذہنیت کا آئینہ دار ہے جو اپنی اجارہ داری میں کسی عورت کی حصہ داری گوارا نہیں کرتے حتیٰ کہ وہ سمجھتے ہیں کہ شجاعت کی داد بھی صرف انہی کی اجارہ داری ہے ——— بلا شرکت غیرے بیٹھے اگر کوئی خاتون اس موضوع پر بھی ان کے سامنے تقریر کرنے کی جرأت کرے تو ان کی صنفی شہنشاہیت کے شاہانہ وقار کو صدمہ پہونچتا ہے۔ تب وہ اپنی خفگی کے ثبوت کا کوئی مذہبی پہلو تلاش کرتے ہیں۔ (پیام)

شاید ایسے ہی لوگوں کے متعلق اقبال نے کہا تھا۔

ع۔ خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں۔

"کیا ایسے موقع پر جبکہ تعمیر مابعد جنگ کے کل تجاویز زیر غور ہوں یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم اپنے سارے معاہدات پر اور خصوصاً ۲۱ اپریل [illegible] کے سہ فریقی معاہدہ پر نظر ثانی کریں۔" (علامہ رشید ترابی مدظلہ العالی)

حضرت علامہ کو شاید خبر نہیں کہ [illegible] کا سہ فریقی معاہدہ نظر ثانی کا محتاج نہیں بلکہ تکمیل کا منتظر ہے۔ ضرورت ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور بس ——— نادان دوست؟!

کل ہند مسلم لیگ یا اس کے صدر کے لئے جمہوری اعتبار سے کیا یہ جائز ہے کہ اس کی (پنجاب) سیاسیات میں مداخلت کریں۔ (ریاست)

بالکل ناجائز! صوبوں بلکہ ریاستوں میں مداخلت کا حق صرف کانگریس کو حاصل ہے ——— جمہوری اور فاسسٹی ہر اعتبار سے۔ اگر یقین نہ آئے تو ڈاکٹر کھارے سے پوچھئے۔

ایک مراسلہ نگار نے تحریر کیا ہے:-

مجھے چار راشن کارڈ ملے جن میں سے دو سوراخ دار تھے۔ میں نے خیال کیا کہ ان سوراخوں کا مطلب یہ ہے کہ ان میں تاگا پرو کر حفاظت کے ساتھ کہیں لٹکا دیا جائے۔ چنانچہ میں نے باقی دو کارڈ میں بھی سوراخ کر دئے۔ چند روز کے بعد راشن بندی کے ایک افسر تشریف لائے اور ان دو کارڈوں میں سوراخ دیکھ کر اس کی وجہ دریافت کی۔ جب میں نے وجہ بتائی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ سوراخ تو صرف بچوں کے کارڈ میں ہوتے ہیں۔ اگر آپ نے بڑوں کے کارڈ میں بھی سوراخ کر دئے ہیں تو اس کے یہ معنے ہیں کہ آپ بجائے آدھ سیر کے پاؤ سیر اناج پر قناعت کرنا چاہتے ہیں۔ براہ کرم اس واقعہ کو ناظرین "ملت" کی اطلاع کے لئے شائع فرمائیے؟

ضرور۔ ہم ایسی چیزیں شوق سے شائع کرتے ہیں۔ ناظرین کو چاہئے کہ اپنے راشن کارڈ میں سوراخ کرنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ اس سوراخ سے اناج غائب ہو جاتا ہے۔

اب جبکہ اجناس خوردنی کی قیمتیں بڑھ چکی ہیں ساہوکار اس کوشش میں منہمک ہیں کہ محکمہ راشن بندی اور گرین کارپوریشن مختصر کر کے محکمہ رسد برخاست کر دیا جائے۔ اگر مرکزی مشاورتی مجلس اقتصادیہ کے غیر سرکاری ارکان اس مطالبہ کی بھی تائید کریں تو انشاء اللہ ساہوکاروں کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی خواہ ساہوکاروں کی تائید میں ایک ہی ووٹ زیادہ کیوں نہ ہو۔

خدا کا غضب جب کسی ملک پر نازل ہوتا ہے تو قیادت نادان رہنماؤں کے ہاتھ میں آتی ہے۔ (مسٹر جناح)

مسٹر جناح کا اشارہ حیدرآباد کی طرف تو نہیں [illegible]

پاکستان کا مطالبہ ہندوستان کی آزادی کے منافی نہیں ہے۔ (مسٹر محمد وجیہ الدین)

کامریڈ نارائن ریڈی کی کیا رائے ہے؟!

جمعیت المشائخ حیدرآباد کے نام ایک پیام دیتے ہوئے قائد ملت نے فرمایا کہ انہیں اپنی زندگی کا ایک ایک سانس اعلائے کلمۃ الحق کے لئے وقف کر دینا چاہئے۔ (ایک خبر)

جمعیت المشائخ حیدرآباد کو پہلے اوقاف کے مسئلہ سے نپٹنا چاہئے۔

نازی یورپ پر دو طرف سے

حملے کی تیاریاں

"۱۹۱۴ء اور ۱۹۳۹ء کے واقعات دہرائے نہ جائیں۔ ہم لوگوں کو بے حد ہوشیار رہنا چاہئے اور جب خطرے کی گھنٹی بجے تو پوری قوت سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو جانا چاہئے آنے والی جنگ میں ہر جرمن سپاہی کو اس طرح لڑنا چاہئے کہ گویا جان کی بازی لگا دی ہے۔" یہ ہدایت جرمن ریڈیو سے اور یورپ کی ان فوجوں کو دی گئی جو حملے کا مقابلہ کرنے کی تیاری میں مصروف ہیں۔ ۱۰ اپریل کو جرمن فوج کے ایک ترجمان نے آنے والے خطرات کا زیادہ صاف لفظوں میں ذکر کیا۔ ترجمان نے بتایا ہے کہ اینگلو امریکی تیاریاں اب اس منزل پر پہنچ گئی ہیں جہاں سے حملے کی سرحد بہت قریب ہو جاتی ہے اور یہ امکان بھی پایا جاتا ہے کہ اینگلو امریکی فوجیں بڑی لڑائی میں کامیاب ہو جائیں گی۔

نازیوں کی یہ گھبراہٹ خود بتا رہی ہے کہ دوسرے محاذ کا وقت قریب آ پہونچا ہے۔ برطانیہ میں جو احتیاطی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں ان سے بھی یہی پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ ۱۷ اپریل کو برطانوی حکومت نے ایک نئے حفاظتی حکم کا اعلان کیا جس کی رو سے لندن میں مقیم تمام ڈپلومیٹ اور سفیروں کی ڈاک کے تھیلوں کی جانچ ہوا کرے گی۔ سوویٹ یونین اور امریکہ کے سفیروں کی ڈاک اس سے مستثنیٰ ہے۔ دوسرا اعلان یہ ہوا کہ مسافر گاڑیوں کو کسی وقت بھی فوجی ضروریات کے تحت روکا جا سکتا ہے اور تیسرا اعلان یہ ہوا کہ کسی شخص کو برطانیہ سے باہر جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس کے ساتھ مغربی یورپ کے شہروں پر زبردست بمباری بھی شروع ہو گئی ہے چنانچہ ایک ہفتے میں امریکی ہوائی جہازوں نے ۱۱ ہزار ٹن بم گرائے اور جرمنوں کے درجنوں فوجی کارخانوں اور ریلوے جنکشنوں کو برباد کیا۔ مغربی یورپ کے علاوہ بلقان کے اہم فوجی مرکزوں پر بھی شدید بمباری ہو رہی ہے۔ بخارسٹ، بلغراد، صوفیہ جیسے شہر خاص طور پر اتحادی ہوابازوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ روسی فوجیں بھی زبردست حملے کی تیاریوں میں لگی ہیں۔ نازی کمانڈ نے فنڈ کی ان تیاریوں میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں چنانچہ دو ایک جگہ جوابی حملے بھی کئے گئے ہیں لیکن روسی افواج نے ان جوابی حملوں کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اگر یورپ اور مشرق دونوں سے ایک وقت حملہ ہوا تو اس کی خبر نہیں ہے چنانچہ اس کے آثار سے دیکھیں اور اسٹاک ہوم میں دو ہفتے ... شروع ہونے کی رپورٹ مل رہی ہیں۔ ... کے اخبار ... نے اپیل کی ہے کہ جلد از جلد

صلح ہو جانی چاہئے۔ اس کا کہنا ہے کہ یورپ اور امریکہ دونوں کو سب سے زیادہ خطرہ کمیونزم سے ہے اور اگر صلح کا پیغام منظور ہو (یعنی برطانیہ اور امریکہ ہٹ گئے) کیونکہ روسی امن کے معنے ایشیائی امن کے ہوں گے۔ اخبار ڈیلی میل کا نامہ نگار استنبول سے خبر دیتا ہے کہ ہٹلر کے سفیر پاپن کے ایک غیر جانبدار سفیر کو صلح کی شرائط بتائے لیکن ہدایت کردی کہ یہ شرائط صرف لندن اور واشنگٹن بھیجی جائیں لیکن ماسکو کو ان کی خبر نہ ہونے پائے۔ اسٹاک ہوم اور استنبول دونوں جگہوں سے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ ہٹلر کا دست راست گورنگ ان دنوں اپنی صلح کی مہم کے لئے دوسرے ملکوں کے اخباروں سے بات چیت کر رہا ہے۔ لیکن اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے۔ اور سوویٹ یونین کو الگ کرنے اور کمیونزم کے نام پر برطانیہ اور امریکہ کو نشے سے غافل کرنے کی یہ آخری کوشش بھی ناکام ہو کر رہے گی۔

غیر موسمی بارش سے فصلوں کو معمولی نقصان

حیدرآباد ۲۰ خورداد۔ گذشتہ غیر موسمی بارش اور اولوں کی وجہ سے تابی اور ربیع کی فصلوں کو جو تھوڑا سا نقصان پہونچا ہے اسے بعض حلقوں میں بڑھا کر بتانے کا رجحان پایا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حکومت پبلک کو یقین دلاتی

چاہتی ہے کہ فصلوں سے نقصان تک کے باوجود غذائی صورت حال قابل اطمینان رہے اگر بیوپاری اور خریدار غلہ کا ذخیرہ یا اس کی ناجائز برآمد نہ کریں اور غلہ کی پیداوار بازار میں آجائے تو اناج کی کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے۔

ہندوستان کے تمام علاقوں کی حکومتوں نے تجربہ سے یہ معلوم کیا ہے کہ جب تک وہ کاشتکار سے اس کی پیداوار کا ایک بڑا حصہ راست نہ خرید لیں اس وقت تک انہیں عوام کے لئے مناسب قیمتوں پر غلہ فراہم ہونا مشکل ہوگا۔ اس بنا پر بعض صوبوں اور ریاستوں کی حکومتیں اس بات پر مجبور ہوئی ہیں کہ غلہ خریدنے کا خود ہی اجارہ لے لیں اور غلہ کے بیوپاری کو اس کاروبار سے خارج کر دیں۔ مگر حکومت حیدرآباد نے ابھی یہ صورت اختیار نہیں کی ہے لیکن عوام کے مطالبہ کے جواب میں حکومت نے تابی اور ربیع کی فصلوں کے لئے درجہ وار ادائی حصہ پیداوار مقرر کر دی ہے جس کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ بڑے کاشتکار چھوٹے کاشتکاروں کی بہ نسبت حکومت کے ہاتھ زیادہ غلہ فروخت کریں۔

اغذیہ کی مرکزی مشاورتی کمیٹی کے اراکین کے مشورہ کے بعد اس طریق کار کو اختیار کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے حکومت سرکار عالی نے غلہ کی قیمتیں بھی بڑھا دی ہیں۔ قیمت میں اس اضافہ کی بھی سفارش اغذیہ کی مرکزی مشاورتی کمیٹی نے کی تھی تاکہ کاشتکار کو یقین دلایا جا سکے کہ اسے اپنی پیداوار کی جو قیمت مل رہی ہے وہ بیرون ملک سرکار عالی کی مقررہ قیمتوں کے مقابلے

(بقیہ صفحہ ۱۰)

یہ جرم ہے

۱۔ ایک شخص کا دو راشن کارڈ حاصل کرنا۔

۲۔ محکمہ راشن بندی کو افراد خاندان کی تعداد بڑھا کر بتانا

۳۔ کسی شخص کے فوت یا شہر سے منتقل ہونے پر اس کے گھر والوں کا محکمہ راشن بندی کو اطلاع نہ دینا۔

۴۔ راشن بندی کے بعد محکمہ راشن بندی کی اجازت کے بغیر حدود بلدہ میں اناج لانا۔

۵۔ ایک مہینہ کی واجبی ضرورت سے زیادہ غلہ رکھنا۔

۶۔ محکمہ راشن بندی کے ملازمین کے سوالوں کا صحیح جواب نہ دینا۔

۷۔ ایک بار راشن کارڈ کسی دوکان پر درج رجسٹر کروانے کے بعد محکمہ راشن بندی کی اجازت کے بغیر دوسری دوکان میں اس کو رجسٹر کرانا۔

خلاف ورزی کی سزائیں تین سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکیں گی۔

کلامِ اقبال کی دقتیں

اور ان کی تشریح کی ضرورت

از

جناب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی، لیکچرار یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

تنقیدی مطالعہ کی ابتدا یورپ میں

علامہ اقبال کے افکار کا تنقیدی مطالعہ کی ابتدا ... میں شروع ہو چکا تھا۔ جب ... میں ڈاکٹر نکلسن نے ان کی مثنوی اسرارِ خودی کو انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ جس کے ذریعہ ... اقبال کے فکر سے آشنا ہوئی ... انگریزی اہلِ علم نے اقبال کی طرف توجہ ... **The Nation** ... **Athenaeum** ... **E. M. Forster** ... ریویو کرتے ہوئے فلسفۂ اقبال کو سمجھنے کی ...

علمائے مغرب کے مطالعہ اقبال کی اس کوشش ... [illegible]

ہندوستان میں مطالعہ اقبال کی ابتدا

[illegible]

... ورچند امانت جیسے تھے لیکن اس ... سے بطور استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔

مطالعہ اقبال کی مخلصانہ کوشش

غالباً ۱۹۲۲ء یا ۱۹۲۳ء میں اہلِ ملک کو اس ضرورت کا کچھ احساس ہوا۔ اس وقت تک علامہ کی بہت سی تصانیف شائع ہو چکی تھیں۔ تحریکِ خلافت کے ہنگامے سرد ہو چکے تھے، پریکار ... اور آویزش کے ولولے مٹ چکے تھے۔ عدم تعاون اور ہندو مسلم اتحاد کی ناکامی نے سوچنے والے دماغوں اور محسوس کرنے والے دلوں کو سوچنے اور غور کرنے پر مجبور کر دیا تھا، ہندو اور مسلمان اپنے اپنے مطمحِ نظر کے صواب و خطا پر غور کرنے لگے تھے۔ اس ذہنی تفکر کے زمانے میں پیغامِ اقبال کی جانب کچھ سنجیدگی کے ساتھ توجہ ہونے لگی۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں کچھ کتابیں، کچھ رسالے اور کچھ مضامین فکرِ اقبال کی تفہیم میں شائع ہو گئے۔ پہلا یومِ اقبال ۱۹۳۲ء میں لاہور میں منایا گیا، جس کی ایک تقریب میں خود علامہ نے بھی شرکت فرمائی۔ اس کے بعد ایک دو قابلِ قدر کتابیں شائع ہوئیں، جو علامہ کی نظر سے بھی گزریں۔

آخری دور میں علامہ اقبال کی مایوسی

مگر علامہ کی زندگی میں ان کی حکمت کے ... کے سلسلے میں جو کچھ ہوا علامہ اس سے بالکل مطمئن نہ تھے ... [illegible]

... [illegible]

تحسین ... بہار م
... سوزم ...

... اس سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ علامہ ... قوم میں جس قسم کا جذبۂ انقلاب پیدا کرنا چاہتے تھے زندگی میں اس کا دیکھنا ان کو نصیب نہ ہوا۔

۱۹۳۸ء میں جب علامہ اقبال کا انتقال ... اس وقت آسودگی پسند قوم کو اس متاعِ گران ... کے جانے کا کچھ احساس ہوا۔ ماتمی جلسے ہوئے ... اخبارات نے ماتمی ایڈیشن شائع کئے، رسالوں نے ... نکالے۔ غرض ہر شخص نے اپنے اپنے ذوق و ... سے اس عظیم الشان ... کے ساتھ جانے پر اپنے دلی درد ... کا اظہار کیا۔ ... [illegible]

... **Spaeth and Schucking** ... **Bibliography of Shakespeare** ...

[illegible]

تاریخی کے لئے استعمال کیا، اس سے علامہ مرحوم کے مشن کو شدید نقصان پہنچا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انقلاب کا پیغام جمود کی دعوت بن کر رہ گیا، اور عمل کا خروش پرستی کا خواب آور ثابت ہوا۔

وقت اور دشواریاں

دوسرا سبب کلام اقبال کی دشواری اور وقت ہے، جس کی وجہ سے اس کا بڑا حصہ نہ صرف عوام بلکہ متوسط گروہ کے لئے بھی تقریباً ناقابل فہم ہے، غلام آباد ہند کی گھٹی ہوئی سیاسی فضا میں مرغان چمن کے لئے آزادی کے گیت گانا بہت دشوار ہے اس پر طرہ یہ کہ اقبال جس گروہ کو مخاطب کرنا چاہتے تھے اس کی غلامانہ اور پست ہمتی کا ان کو پورا اندازہ تھا اس لئے وہ اپنے دل کی بات صاف صاف کہہ دینے کے بجائے رمز و کنایہ کے پیرایہ میں کہنے پر مجبور تھے، خود کہتے ہیں:

وقت برہنہ گفتن است من بہ کنایہ گفتہ ام
خود تو بگو کجا برم ہم نفسان خام را

شعر اور پیغام

شعر اور ادبیت کی خوبی بڑی حد تک اس کے ایجاز اور ایمائیت پر موقوف ہے، اس لئے شعر کے قالب میں اوبیچار مشکل سے سما سکتا ہے، جو عوام اور متوسط طبقہ کے لئے ہونے کے باعث صراحت چاہتا ہو، شعر صاحب کر شاعر کے ذہن و فکر پر دوسری خارجی پابندیاں بھی عائد ہیں، فلسفہ اور شعر علامہ کے خیال میں خود گر پڑنے کے بہانے ہیں جن کے ذریعہ شاعر وانکشاف اظہار حقیقت سے بچنے کے لئے استعاروں اور کنایوں سے کام لیتا ہے۔

فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرف تمنا جسے کہہ نہ سکیں رو برو

فارسی زبان ذریعہ اظہار خیال

چوتھا سبب یہ ہے کہ علامہ اقبال نے اپنے فکر کے اظہار کے لئے بیشتر فارسی زبان کو استعمال کیا ہے۔ ہندوستان میں ادبیات فارسی کا ذوق اب اس درجہ کم ہو رہا ہے کہ لوگ آہستہ آہستہ فارسی شعر و شاعری کے حقیقی لطف سے محروم ہوتے جاتے رہے ہیں، "کالجوں کی دم بریدہ" تعلیم فارسی ادب سے صحیح ذوق نہیں پیدا کر سکتی، اور وہ طلبہ بھی جو فارسی کے اچھے طالب علم سمجھے جاتے ہیں، فارسی شاعری کے اجزاء ترکیبی سے بے خبر ہونے کے باعث اپنے قدیم شعراء کو لغو اور ان کی شاعری کو بیہودہ قرار دیتے ہیں، انہیں یہ گلہ ہے کہ رومی، حافظ، سعدی، نظیری اور غالب نے شکسپیر، ورڈسورتھ، شیلے اور کیٹس کی طرح کیوں نہیں کہا! یہ فارسی ادبیات کے ذوق سے ان کی محرومی کا نتیجہ ہے۔

حکیمانہ اصطلاحات اور تراکیب

اقبال کی زبان حکیمانہ اصطلاحوں اور ترکیبوں سے پر ہے، عام خصوصیات کے اعتبار سے اقبال نے حافظ، خاقانی، جلال اسیر، علی قلی سلیم، صائب، یزدی، عرفی، فیضی، ابو طالب کلیم، طالب وغیرہ کی زبان کا سہارا لیا ہے، لیکن حکیمانہ مضامین کے لئے انہوں نے رومی، خاقانی، بیدل اور غالب کی زبان استعمال کی ہے، غزل کی زبان شیریں ہے، لیکن حکیمانہ مضامین کے لئے جو الفاظ اور ترکیبیں انہوں نے استعمال کی ہیں وہ بیشتر شرح طلب اور دقیق ہیں، جس کی بنا پر متوسط درجے کے تعلیم یافتہ اشخاص کے لئے کلام اقبال بڑی حد تک ناقابل فہم ہو گیا ہے، میں نے "شعرائے فارسی اور علامہ اقبال" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا ہے جس میں اس قسم کے تمام مباحث پر مفصل تبصرہ کیا ہے، یہاں صرف اس قدر عرض کرنا کافی ہوگا کہ اقبال اکابر شعرائے فارسی کے وارث اور صوفیہ اور حکمائے اسلام کے سلسلے کی ایک کڑی تھے، اس لئے ان کے کلام کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کے لئے فارسی زبان اور ادب سے کامل واقفیت کی ضرورت ہے۔

مضمون اور معنے کی دشواریاں

مطالعہ اقبال کے سلسلہ میں زبان اور الفاظ کی دشواریوں سے کہیں زیادہ مضمون اور معانی کی دقتیں ہیں، اقبال حکیم تھے، ساز سخن تو حرف آرزو کے اظہار کے لئے ایک بہانہ تھا جو لوگ ان کی نوائے پریشان کو محض شاعری سمجھتے ہیں، وہ کلام اقبال کی عظمت سے محروم نہیں، وہ محض غزل خوانی کے لئے نہیں پیدا کئے گئے تھے، بلکہ محرم راز درون میخانہ تھے، قدرت نے انہیں تجدید اور انقلاب کے لئے پیدا کیا تھا، وہ متکلمین اسلام کے کاروان مقدس کے ایک ممتاز فرد تھے، ان کا کلام اسلام اور اسلامیات کے گہرے اور وسیع مطالعہ کا آئینہ دار ہے، ان کے اشعار میں کلام مجید، احادیث نبوی، اسلامی فلسفہ و حکمت کے جواہر ریزے، متکلمین اور حکماء کے شہ پارے، صوفیہ اور ائمہ کے بلند خیالات اہل عرفان اور ارباب کشف کے مقامات و احوال کی طرف جا بجا اشارے ہیں، گذشتہ تیرہ سو سال میں اسلام کے آغوش میں پلنے والی مذہبی، علمی، سیاسی اور ذہنی تحریکوں کی تاریخ، اقوام عالم کے قدیم و جدید ہیجانات، ملل و مذاہب جدیدہ کا ارتقاء، خلافت، سلطنت اور ملوکیت کا عروج و زوال، مغرب کے نظریئے اور مصروفات غرض انسانی تہذیب و تمدن کے تمام اہم پہلوؤں پر فلسفیانہ تبصرے کلام اقبال میں تفصیلاً موجود ہیں، ان سے واقفیت کلام اقبال کے حقیقی مقصود تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے، چونکہ مسلمان اب عموماً علوم اسلامیہ اور تاریخ اسلام سے بے خبر اور ناواقف ہو چکے ہیں۔ اس لئے اس شعبہ کے پورے پورے امکانات موجود ہیں کہ ہم ابھی تک علامہ اقبال کی تعلیمات کے عمیق اور اصلی مفہوم کو شاید بہت دور ہیں، علامہ اقبال کا نام سن کر یا ان کا شعر پڑھ کر بہت سے لوگ سر دھننے لگتے اور بعض پر تو وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو قابل مسرت اور لائق مبارکباد ضرور ہے، لیکن یہ جذب و سرور اور قبول عام محض سیاسی قسم کا ہے، اس کی مذہبی اور علمی بنیاد بہت کمزور ہے اور علامہ کے مقصد حیات کے اور ایک دنیا سے شاید بہت دور، شعر کا واسطہ بھی نہیں، اسی بے خبری کا ایک نتیجہ ہے کہ اس وقت ہماری قوم کے بعض تنگ نظروں کے نزدیک علامہ اقبال کی ساری تعلیم صرف مخالفت وطنیت" اور "ملا دشمنی" ہے، عبارت ہے، حالانکہ تعلیمات اقبال کے وسیع سمندر میں یہ دو امور قطرے کی نسبت رکھتے ہیں اور ان کا بھی وہ مفہوم و مقصد نہیں جو عام طور سے سمجھا جاتا ہے، ان کے علاوہ کلام اقبال میں بیشتر اقوال بھی موجود ہیں جن کو نگاہ میں رکھنے کے بعد اقبال کو محض "وطن اور ملا کا قاتل" قرار دینا مولانا شبلی کے اس شعر کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔

تمہیں لے دے کے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا
کہ عالمگیر ہندو کش تھا، ظالم تھا، ستمگر تھا

مطالعہ اقبال کی ان کمزوریوں کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی اقبال ابھی تک ایک راز سربستہ ہے اور تعلیم یافتہ حضرات کا دعویٰ جوش و خروش عقیدت بے بنیاد اور نمائشی ہے، میرے خیال میں کلام اقبال کے قدر دانوں کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ مطالعہ اقبال کی دشواریاں کو رفع کرنے کے لئے کوئی موثر قدم اٹھائیں اور پیام اقبال کو سہل اور آسان تر بنا کر ہر بچے، جوان اور بوڑھے تک پہنچائیں، مطالعہ اقبال کے مبادیات اور جن کی طرف خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے، یہ ہیں:

(۱) فرہنگ مشکلات اقبال (۲) مبادی اقبال کی تشریح (۳) اقبال کے ماخذ اور اقتراحات کا سلسلہ اور تجزیہ (۴) مسائل فلسفہ اقبال کی تشریح (۵) مطالعہ اقبال کی نمایات وغایات (۶) دائرہ المعارف اقبال۔

(۷) امور جو میرے نزدیک مبادی اقبال کا درجہ رکھتے ہیں یہ ہیں:

(۱) اقبال کی شخصیتیں (۲) اقبال کی تلمیحات اور اصطلاحات علمی (۳) اقبال کی تضمینیں (۴) اقبال کے استعمال کئے ہوئے فرضی نام اور نشانات (۵) جغرافیائی نام (۶) اقبال کے سرچشمہ ہائے فیض یا ماخذ (۷) اقبال کے اہم مسائل علمی کی تمہیدی واقفیت۔ (باقی)

اعلان

محکمہ صدر ناظم رسد سرکار عالی حیدرآباد

ہر لحاظ قرین مصلحت ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں غذا کی مناسب تقسیم کے لئے اجناس خوردنی کے ذخائر کا صحیح مواد فراہم و مہیا کیا جائے۔ لہٰذا بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت قاعدہ ۲ء قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں حسب ذیل حکم صادر کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ حکم عام حکم فراہمی مواد ذخائر اجناس خوردنی بابتہ ۱۳۵۵ف موسوم ہو سکے گا اور تاریخ اشاعت جریدہ سے کل ممالک محروسہ سرکار عالی میں نافذ ہوگا۔

۲۔ حکم ہذا میں :-

(الف) "جنس خوردنی" سے دھان، چاول، جوار، باجرا، گیہوں، مکئی، چنا، دالیں، چھوٹے دانہ دار اجناس اور دیگر ایسی اجناس مراد ہیں جن کو صدر ناظم رسد وقتاً فوقتاً ذریعہ اعلان مندرجہ جریدہ اغراض حکم ہذا کے لئے جنس خوردنی قرار دے۔

(ب) "ذخیرہ دار" سے ہر ایسا شخص مراد ہے جس کے قبضہ میں کوئی ایک جنس خوردنی یا ایک سے زائد اجناس خوردنی بہ حیثیت مجموعی دس من (وزنی) یا اس سے زائد مقدار میں موجود ہوں عام اس سے کہ ایسا قبضہ کسی حیثیت سے ہو۔ مگر اس میں ایسا شخص داخل نہ ہوگا جس نے تحت حکم نگرانی اجناس خوردنی بابتہ ۱۳۵۵ف اجناس خوردنی کی بمقدار تھوک خرید و فروخت یا تھوک فروشی کے لئے ذخیرہ کرنے کا کاروبار کرنے کی غرض سے اجازت نامہ حاصل کیا ہو۔

توضیح ۱۔ ایسا خاندان جس کے افراد مل کر رہتے اور کھاتے ہوں حکم ہذا کے اغراض کے لئے ایک شخص متصور ہوگا اور وہ رکن جو خاندان کی پرورش کرتا ہو۔ ذخیرہ دار متصور ہوگا۔

توضیح ۲۔ ہوٹل، رستوران اور دیگر ادارہ جات باستثنائے ادارہ جات مصرحہ فقرہ ۶ کی صورت میں شخص یا اشخاص جو ایسے ادارہ کے انتظام کے ذمہ دار ہوں حکم ہذا کے اغراض کے لئے ذخیرہ دار متصور ہوں گے۔

توضیح ۳۔ کسی ایسی جنس خوردنی کی صورت میں جو کسی شخص نے بذات خود یا اپنے قولدار کے ذریعہ گائی ہو ذیلی فقرہ ہذا کے لئے اس کے قبضہ کا آغاز اس وقت سے ہوگا جبکہ دانہ بھٹوں یا خوشوں سے علحدہ کرلئے جاچکے ہوں۔

۳۔ (۱) ہر ذخیرہ دار پر لازم ہوگا کہ ہر فصلی ماہ کے ختم پر اس کے مقبوضہ اجناس خوردنی کی جو مقدار برآمد ہو اس کی تحریری اطلاع ماہ بعد کی دس تاریخ تک عہدہ داران مندرجہ ذیل کے منجملہ اس عہدہ دار کو دے جس کی حدود ارضی میں اجناس خوردنی کا ذخیرہ موجود ہو۔

(الف) بلدہ حیدرآباد میں کوتوال صاحب بلدہ یا ان کے مقررکردہ عہدہ دار۔

(ب) مستقر ضلع پر تحصیلدار مستقر ضلع

(ج) مستقر تعلقہ پر تحصیلدار تعلقہ

(د) مواضعات اور قصبہ جات میں پٹیل پٹواری۔

ایسی اطلاع بلدہ حیدرآباد میں بزبان اردو اور اضلاع میں اردو یا مقامی دفتر دیہی کی زبان میں دی جائے گی۔

۲۔ تحت ذیلی فقرہ (۱) جو اطلاع دی جائیں گی اس میں ذخائر کی مقدار میں بمقابلہ ماہ ماسبق کمی یا اضافہ کے وجوہ بھی درج کئے جائیں گے۔

(۳) ذیلی فقرہ (۱) کے تحت اطلاع دینے کے بعد اگر ذخیرہ دار کے قبضہ میں کوئی ایک جنس خوردنی یا ایک سے زائد اجناس خوردنی بہ حیثیت مجموعی پانچ من (وزنی) سے زائد مقدار میں بوقت واحد آئیں تو اس پر لازم ہوگا کہ ایسی مقدار کی تحریری اطلاع اس کے قبضہ میں آنے کے بعد ۴۸ گھنٹوں کے اندر متعلقہ عہدہ دار مصرحہ ذیلی فقرہ (۱) کو زبان مصرحہ ذیلی فقرہ مذکور میں دے۔

۴۔ اگر کوتوال بلدہ یا تعلقدار یا تحصیلدار کو یہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ اس کی حدود ارضی میں حکم ہذا کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو اس کو یا اس کے مجاز کردہ کسی شخص کو اختیار ہوگا کہ کسی مقام میں داخل ہو اور اس کا معائنہ کرے۔

۵۔ (۱) اگر کوئی ذخیرہ دار حکم ہذا کی خلاف ورزی کرے تو اس کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد تین سال تک ہو سکے گی یا اس پر جرمانہ ہو سکے گا یا دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔ اور عدالت جو خلاف ورزی کی سماعت کررہی ہو ایسے اجناس خوردنی کو بحق سرکار ضبط کئے جانے کی تجویز کرے گی جس کے متعلق اطمینان ہو کہ حکم کی خلاف ورزی ہوئی ہے بجز اس کے کہ ایسی وجوہات کی بنا پر جن کو قلمبند کیا جائے گا۔ عدالت اس کے خلاف قرار دے۔

(۲) اگر کوئی ذخیرہ دار جس پر تحت فقرہ (۳) اطلاع دینا لازم ہو اپنے مقبوضہ ذخیرہ کے متعلق کوئی غلط اطلاع دے تو اس کی نسبت یہ متصور کیا جائے گا کہ اس نے احکام مندرجہ حکم ہذا کی خلاف ورزی کی۔

۶۔ حکم ہذا کا کوئی مضمون ادارہ جات ذیل سے متعلق نہ ہوگا۔

(۱) فوج (۲) محکمہ عامرہ (۳) دواخانے (۴) جیل خانے (۵) اقامت خانے جو تعلیمی اداروں سے متعلق ہوں (۶) یتیم خانے (۷) محتاج خانے اور دیگر ایسے ادارے جن کو صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت اس خصوص میں بذریعہ عام اجلاس حکم مستثنیٰ قرار دیں۔

۷۔ حکم ہذا کے نافذ ہونے کی تاریخ سے حکم صدر ناظم نگرانی شاخ نگرانی ذخائر اشیاء نشان (۱۰) مورخہ ۲۶ امرداد ۱۳۵۳ف منسوخ متصور ہوگا۔

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

سستی جوار کی دوکانیں

حیدرآباد ۲۰ خورداد۔ انجمن انسداد قحط و گرانی اجناس کے معطیات سے ارزاں فروشی جوار کی تین دوکانیں (۱) (۲) اور (۳) ختم اردی بہشت ۱۳۵۵ف تک چلائی جاتی رہیں یکم خورداد سے ایک کمیٹی کے تحت ہز ہائنس شہزادی صاحبہ برار نے دوسری (۲) دوکانوں کی طرح ان دوکانوں کو بھی اپنے سرمایہ سے امداد دینے کی اجازت عطا فرمائی اس طرح اب یہ (۳) دوکانیں شہزادی ممدوحہ کی سرپرستی اور انجمن کی نگرانی میں چلائی جائیں گی۔

عہدہ داران راشن بندی کے شرکت عمل سے راشن بندی کے زمانہ میں بھی ان دوکانوں پر صرف جوار فروخت ہوگی مگر فروخت جوار کا طریقہ حسب قواعد راشن بندی افراد کو رعایتی انجمن مذکور ہوگا صد بازار کے نرخ سے فی روپیہ ایک سیر جوار زیادہ دی جاتی ہے کی موجودہ کمی کی وجہ سے مقدار میں تبدیلی کردے جائیں گے یعنی کو ۳ ۱۳ سیر پاؤں کے بجائے ۱۵ سیر اور تحت کرنے سے قبل ہر مزدور کو ایک سے ۲۶ سیر فی کس ۱۰ دے جو کہ افراد کی اپنی مجموعی جانب سے

غذائی مسئلہ کیوں سلجھ نہیں رہا ہے

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۳))

اب ان کی یہ کوشش ہے کہ چور فروشی کے لئے جو مال بازار میں لایا جاتا ہے اس میں پھر اطلاع کر فروخت کریں تاکہ خریداروں کے جذبات سرکاری انتظامات کے خلاف برانگیختہ ہو جائیں۔ سرکار اس کا سدباب اس طرح کر رہی ہے کہ مال کو گودام سے نکالنے سے قبل اس کو صاف کر دیا جاتا ہے۔

اس سارا ہنگامہ ہر قسم کی چالبازیوں پر تلا ہوا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں عام تاجرین اور کاشتکاروں کے فرائض کیا ہیں۔

تاجرین اور کاشتکاروں کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ حکومت ان کی بھلائی چاہتی ہے لیکن ساہوکار، زمیندار، بڑا اسامی کاشتکار جو سرمایہ دار بھی ہوتا ہے اور ذخیرہ کنندہ بڑا تاجر جو مال کو زیادہ نفع کی خاطر ایک عرصہ تک روک کے رکھ سکتا ہے ان کا بھلا نہیں چاہتا بلکہ ان کی غربت اور افلاس سے ناجائز فائدہ اٹھانے پر تلا ہوا ہے۔

اگر عام تاجرین اور کاشتکاروں میں یہ احساس قوی ہو جائے تو ساہوکار اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگے گا اور ملک کا غذائی مسئلہ بہت عمدگی سے سلجھ جائے گا۔

یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ غلہ کو ذخیرہ کرنے والا غلہ کی خفیہ برآمد کرنے والا غلہ کو چور بازار میں زیادہ دام پر فروخت کرنے والا حکومت کی غذائی پالیسی کو ناکام کرنے کی کوشش کرنے والا اور عوام کو سرکاری انتظامات کے خلاف برہم کرنے والا وہی سرمایہ دار ہے جو عوام کی موجودہ مصیبت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ اگر عوام اس حقیقت کو اچھی ذہن نشین کر لیں تو غلہ سستا بھی ہو سکتا ہے اور اچھا بھی مل سکتا ہے۔

بحر ہند میں دشمن کی آبدوز کی بربادی

نئی دہلی ۳۰ مئی آج جنوب مشرقی ایشیا کی کمان کے اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ دیکھ بھال کرنے والے شاہی اوسط ہوائی جہازوں نے منگل کے دن بحیرۂ ہند میں ایک دشمن آبدوز کو دیکھا یہ آبدوز خلیج عدن کے قریب نظر آئی۔ اتحادی ہوائی جہازوں نے جونہی آبدوز کو دیکھا فوری بمباری شروع کر دی اور اسے تباہ کر دیا۔ منگل کے دن شاہی ہوائی فوج کے اوسط بمباروں نے کلیوہ کے مقام پر دشمن کے ذخیروں پر حملہ کیا اس کے علاوہ اور دوسرے علاقہ میں دشمن کی نقل و حمل کی گاڑیوں پر ضربیں لگائی گئیں۔

کل امریکی اور شاہی ہوائی فوج کے ہوائی جہازوں نے پوکوکو اور کالیوا کے شمال میں [illegible] پر بمباری کی۔ اس حملہ کی وجہ سے کئی دھماکے ہوئے اور آگ بھڑک اٹھی۔

کل دن کے وقت شاہی ہوائی فوج اور ہندوستانی ہوائی فوج کے ہوائی جہازوں نے اراکان میں کلادان اور شمال مغربی برما کے علاقوں پر پرواز کی اس کارروائی کے دوران میں دشمن کے مورچوں سڑکوں اور پانی حمل و نقل کے راستوں ریلوے مقاموں اور عمارتوں کو خوب نشانہ بنایا۔ منگل کے دن شاہی ہوائی فوج کے دور مار جنگی ہوائی جہازوں نے اور کمانڈو ہوائی جہازوں نے منڈلے اور اس کے علاقہ پر شدید حملے جاری رکھے بتایا گیا ہے کہ ان کارروائیوں کے بعد اتحادیوں کے تمام ہوائی جہاز صحیح و سلامت اپنے مقام کو واپس ہوئے۔

اراکان کی میدانی کارروائیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ منگڈا (?) بوتھی ڈانگ سڑک کے سلسلہ والی بلندی پر جس کے لئے دشمن نے بڑی ضد دکھائی اب وہ اتحادیوں کے قبضہ میں ہے بوتھی ڈانگ کے قریب جاپانی اتحادیوں کے ایک مورچے تک گھس آئے تھے۔ لیکن ہوائیوں کی مدد سے کارروائیاں کر کے جاپانیوں کو روک دیا گیا۔ کوہیما کے شمال اور جنوب میں کل دیکھ بھال کی کارروائیاں ہوتی رہیں۔ اس دوران میں دشمن کے حملوں کا منہ توڑ جواب دیا گیا۔

امفال میدان کے آس پاس کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔

شمالی برما میں چینی فوجوں نے جاپانیوں کے ایک جوابی حملے کو منہ توڑ جواب دیا۔ اس کارروائی میں دشمن کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ دوسرے اتحادی دستوں نے دشمن پر اچانک کارروائیاں کر کے سخت جانی نقصان پہنچایا اس کے علاوہ جاپانی حمل و نقل کے ذرائعوں پر حملے کئے گئے۔ (ا۔پ)

"باتیں کم اور کام زیادہ"

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۱))

اور اتنا دل کھول کر دیجئے کہ مانگنے کی حاجت نہ رہے دوسرا درجہ "قدمے" کا ہے یعنی جو دام نہیں دے سکتے وہ جدوجہد اور سعی کریں۔ آخری درجہ "سخنے" کا ہے لیکن آج کل معاملہ برعکس ہو گیا ہے "سخنے" اول ہو گیا ہے اور "درمے" آخر۔ ہم باتیں بہت کرتے ہیں اور کام کم۔ زیادہ تقریریں کرتے ہیں تو عمل ضعیف ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے کام ضعیف ہیں جو قومیں اور جو لوگ کام سے بھی جی چراتے ہیں انہیں کبھی آزادی نصیب نہیں ہو سکتی۔ انسان کی نجات استقلال سے محنت اور کام کرنے میں ہے جن کو باتیں اور تقریریں کرنے سے فرصت نہیں جس نے کچھ کر کے نہ دکھایا ہو۔ خالی باتیں ڈھول جیسی آواز ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے گھروں، کالجوں اور چائے خانوں اور دفتروں میں یہی قطعہ جگہ جگہ لکھ دیا جائے۔

"باتیں کم اور کام زیادہ"

فردوسی نے کیا خوب کہا ہے

بزرگی سراسر بگفتار نیست
دو صد گفتہ چوں نیم کردار نیست

اعظم پریس پار منار میں باہتمام ... چھپ کر دفتر مملکت سانچے توپ سے شائع ہوا۔